نہیں جس نے ہندوستان میں متحدہ قومیت کی تشکیل میں فیصلہ کن کردار ادا کیا تھا۔ اس سلسلے کی سب سے زیادہ تشویش ناک بات یہ ہے کہ مسلمانوں میں جو ان تمام تحریکوں کا اصل نشانہ ہیں، اس تاریخی تسلسل کا احساس نہیں پایا جاتا، جو بابری مسجد کو مندر بنانے، متھرا کی عیدگاہ پر ہندوؤں کے دعوی کو مضبوط بنانے، یہاں تک کہ قرآن کو بھی خلاف قانون کتاب قرار دینے کی کوششوں کے پیچھے کام کر رہا ہے، وہ ان تمام واقعات کو الگ الگ خانوں میں رکھ کر دیکھنے اور الگ الگ تناظر میں ان سے متاثر ہونے کی روش پر گذشتہ ۳۸ برسوں سے آنکھ بند کر کے چلے جا رہے ہیں، اور اس پوری تحریک کے مقابلہ کے لئے اجتماعی جدوجہد، اور اس سے نظریاتی طور پر نمٹنے کے لئے کسی پروگرام کی تسوید و ترتیب کی ضرورت کا کوئی احساس ان میں نہیں پایا، یہی وجہ ہے کہ جب بھی کوئی نیا واقعہ رونما ہوتا ہے ان کی اجتماعیت اور مذہبی تشخص پر کوئی وار ہوتا ہے، انھیں مرعوب کر کے ہندو ملکیت کے نظریہ کے سامنے جھکانے کی کوئی نئی کوشش سامنے آتی ہے تو وہ اسی مخصوص مسئلہ پر مزاحمت اور مقابلہ کے لئے میدان عمل میں آتے ہیں اور اصل کے بجائے فرع اور کل کے بجائے جزو پر اپنی پوری توجہ مرکوز کر کے اپنے عمل و کار کا دائرہ وقتی طور پر متعین کرتے ہیں۔

ان کے اس اجتماعی رویہ اور ذہنی کیفیت کی نمایاں مثال شاہ بانو کیس میں سپریم کورٹ کے فیصلے کے خلاف، مسلم پرسنل لاء بورڈ کی طرف سے چلائی جانے والی تحریک مزاحمت کی صورت میں پیش کی جا سکتی ہے جسے انھوں نے سختی کے ساتھ مسلم مطلقہ قانون سے متعلق دفعہ ۱۲۵ میں ترمیم کے مطالبہ تک محدود رکھا، یہاں تک کہ وہ مسلمانوں کی عدیم النظیر تائید اور بے نظیر جوش و خروش کے مظاہرہ کے بل پر اس فیصلہ کو دستوری طور پر کالعدم کرانے میں کامیاب ہوئے اور ان کی سعی و کوشش سے مسلم مطلقہ خواتین کا ترمیمی بل پاس ہوا، اور انھیں اس مخصوص مسئلہ میں اطمینان کی سانس لینے کا موقع نصیب ہو گیا، لیکن ابھی وہ یہ اطمینان کی سانس پورے طور پر لینے بھی نہ پائے تھے اور مسلم مطلقہ خواتین کا بل، ابھی تکمیل کے آخری مرحلوں سے گذر رہا بھی نہ تھا کہ بابری مسجد اور رام جنم بھومی کا نیا تنازعہ سامنے آ گیا، اور مسلمانوں میں مایوسی، خوف اور پیچ و تاب کے وہ جذبات دوبارہ ذہنوں پر چھا گئے تھے جو شاہ بانو کیس میں ان کی جان توڑ جدوجہد کے نتیجہ میں ابھی پوری طرح چھٹنے بھی نہ پائے تھے۔ اس نئی افتاد کا انھوں نے ایک نئے اسٹیج کے ذریعہ مقابلہ شروع کیا اور اس سلسلے میں بابری مسجد ایکشن کمیٹی عالم وجود میں آئی جس کے جھنڈے کے نیچے ان کی جدوجہد اب تک جاری ہے، اور ابھی تک اس کے